مضمون: علوم الفقہ　　　　کتاب کا نام: التوضیح علی التنقیح　　　　درجہ: عالمیہ اول

حصہ اول: معروضی

کثیر الانتخابی سوالات (MCQ's)

سوال نمبر	جواب	آپشن	سوال نمبر	جواب	آپشن
1.	عبید اللہ بن مسعود	د	14.	قول مجتهد	د
2.	آیات محکمات	الف	15.	راسخ فی العلم کو	ج
3.	علم الکلام	الف	16.	2	ج
4.	احناف واشاعرہ	ب	17.	اشاعرہ	ب
5.	عبید اللہ بن مسعود	ج	18.	فرع	ج
6.	ان تمام کو	د	19.	أكب على وجهه	الف
7.	خطاب وضعی	ب	20.	قیاس سے	ج
8.	طلب	ج	21.	ابتنائے عقلی	ج
9.	جزئیات کو	ب	22.	تصدیق کو	ب
10.	تعریف اسمی	د	23.	فعل جوارح اور فعل قلب دونوں کو	د
11.	ریح الصبا	ب	24.	36	الف
12.	علم الکلام	الف	25.	مستنبطین	ب
13.	3	ب			

حصہ انشائیہ:

مختصر سوالات (Short Questions)

سوال نمبر	جواب	سوال نمبر	جواب
1.	مصنف نے جب کتاب التنقیح کا مسودہ تیار کیا تو کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے پہلے، چند ساتھیوں نے اسے جلدی سے نقل کیا اور مباحثے میں شامل کیا، جس کے نتیجے میں نسخے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ بعد میں، ان نسخوں میں معمولی تبدیلیاں، حذف اور اضافے ہوئے۔ ان مسائل کو درست کرنے کے لیے، مصنف نے شرح میں متن کی عبارت کو اپنے نظر ثانی شدہ نمونہ کے مطابق درج کیا تاکہ پہلے والے نسخوں میں تبدیلیاں کی جا سکیں۔	11.	خطاب الله تعالى المتعلق بأفعال المكلفين بالاقتضاء أو التخيير
2.	التوضیح کی تین اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:	12.	اعتقادیات

	1. **جامعیت:** یہ کتاب اصول فقہ کے تمام اہم مباحث کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کرتی ہے، اور ہر مبحث کو تفصیل سے وضاحت کرتی ہے تاکہ طلبہ کو فقہ کے اصولوں کی مکمل سمجھ حاصل ہو۔ 2. **تحقیق و تدقیق:** کتاب نے اصولی مباحث میں گہرائی اور تحقیق کے ساتھ نئے اور پیچیدہ مسائل کو واضح کیا ہے، جو اسے دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔ 3. **مقبولیت:** التوضیح اپنے منفرد اور جامع انداز بیان کی وجہ سے بہت جلد علمی دنیا میں مشہور ہو گئی اور مختلف علاقوں میں اس کی نقل و اشاعت ہوئی، جس سے یہ علمی حلقوں میں قابل احترام قرار پائی۔ (ان تین علاوہ بھی سوال کے جواب میں اگر طالب علم نے تین لائنیں خصوصیات کتاب پر بیان کر دیں تو وہ جواب بھی درست مانا جائے گا)		وجدانیات عملیات
.3	((التوضيح في حل غوامض التنقيح))	.13	حکم کے اعراض ذاتیہ کی تین اقسام ہیں: پہلی قسم: وہ جو خود موضوع بحث ہو، یعنی حکم کا ثابت ہونا دلائل کے ذریعے۔ مثلاً کسی حکم کا قرآن یا حدیث سے ثابت ہونا۔ دوسری قسم: وہ جو حکم کے لاحق ہونے میں مدخل ہو، جیسے حکم کا بالغ کے فعل سے متعلق ہونا یا صبی (نابالغ) کے فعل سے متعلق ہونا۔ تیسری قسم: وہ جو نہ خود موضوع ہو اور نہ ہی حکم کے لاحق ہونے میں مدخل ہو، یہ مسائل علم کے دائرے سے خارج ہوتے ہیں۔
.4	ماتن نے اپنے خطبے کی ابتداء ضمیر کے ساتھ اس لیے کی تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے ذہن میں پہلے سے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر خصوصاً جب کلام کی ابتداء ہو، تو یہ ذہن میں ضرور موجود ہوتا ہے۔ اس کی مثال قرآن کریم کی آیات میں بھی ملتی ہے،	.14	اس عبارت میں نظم کو لفظ کی جگہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کو محض لفظ کہنا ادب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ لفظ کی اصل معنی میں کچھ گرایا جانا یا چھوڑا جانا شامل ہے، جو قرآن کی عظمت اور تقدس کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا۔ اس لیے نظم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جو قرآن کے الفاظ کے ترتیب اور معانی کو بہتر انداز میں بیان کرتا ہے اور اس کے ادب کو برقرار رکھتا ہے۔

	جیسے "وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ" اور "إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ" وغیرہ، جہاں ضمیر کا استعمال اسی مفہوم کو واضح کرتا ہے۔		
5.	مجملات سے پردہ حضور علیہ السلام کی سنت سے اٹھایا، جبکہ فصل خطاب سے مراد وہ خطاب ہے جو حق و باطل کے مابین فرق پیدا کرے۔	15.	احناف اور شوافع دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ عام لفظ کے حکم کا اطلاق تمام افراد پر ہوتا ہے جو اس عام لفظ کے تحت آتے ہیں۔ یعنی عام لفظ کا حکم ہر فرد پر یکساں لاگو ہوتا ہے۔ مثال: "جاءني القوم" (قوم میرے پاس آئی) کا مطلب ہے کہ حکم، یعنی آنے کی نسبت، قوم کے ہر فرد کی طرف ہے۔ یہاں "القوم" ایک عام لفظ ہے اور اس کا حکم تمام افراد پر یکساں لاگو ہوتا ہے جو اس قوم کا حصہ ہیں۔
6.	کیونکہ ان میں سے ہر ایک مثبت للحکم ہے۔ من وجہ اصل، حکم کی طرف نسبت کرتے ہوئے؛ جبکہ من وجہ فرع پہلے تین اُصول کتاب، سنت اور اجماع کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔	16.	اگر مشترک کے بعض معانی ترجیح پا جائیں تو اسے مؤول کہتے ہیں۔ ماتن نے اس لیے ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ باعتبار وضع کے لفظ کی اقسام میں داخل نہیں بلکہ اسکے معنی کا تعین مجتہد کی رائے پر منحصر ہوتا ہے۔
7.	حد اضافی میں پہلے مضاف پھر مضاف الیہ کی الگ الگ تعریف کی جاتی ہے۔ اصل: ما يبتني عليه غيره فقہ: معرفة النفس مالها وماعليها	17.	اگر "قرء" سے مراد "طہر" لیا جائے تو خاص کا موجب اس طرح باطل ہو جائے گا کہ "ثلاثة قروء" کے الفاظ کا تقاضا تین مکمل طہر کا ہونا ہے۔ اگر طلاق ایک طہر میں دی جائے اور اس طہر کو عدت کا حصہ نہ مانا جائے تو تین طہر مکمل ہونے میں کچھ زائد حصہ بھی شامل ہو گا، یعنی تین سے زیادہ طہر درکار ہوں گے۔ اور اگر اس طہر کو عدت میں شمار کیا جائے، جیسا کہ امام شافعی کا موقف ہے، تو پھر دو طہر اور کچھ حصہ ہو گا، جو کہ تین کامل قروء کے خلاف ہے۔ اس طرح، "ثلاثة قروء" کی خاص دلالت ختم ہو جائے گی۔
8.	طرد: ہر وہ کہ جس پر حد صادق آئے اس پر محدود بھی صادق آئے عکس: جس پر محدود صادق آئے، اس پر حد صادق آئے	18.	مخصص وہ دلیل ہے جو عام حکم کے بعض اجزاء کو خارج کرتی ہے اور بقیہ کو برقرار رکھتی ہے۔ اگر مخصص متصل ہو تو وہ عام حکم کے تحت آنے والے بعض امور کو مستثنیٰ کرتا ہے، اور اگر مخصص متراخی ہو تو وہ استثناء کے حکم میں نہیں آتا بلکہ بعض صورتوں میں ناسخ کے حکم میں آجاتا ہے۔ ناسخ وہ دلیل ہے جو عام یا خاص حکم کو مکمل طور پر ختم کر دیتی ہے اور اس کی جگہ نیا حکم لے آتا ہے۔ اگر ناسخ کی دلیل متراخی ہو، تو وہ حکم کو مکمل منسوخ کرتی ہے اور پہلا حکم بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا، مخصص عام حکم کو بعض پہلوؤں میں محدود کرتا ہے جبکہ ناسخ پورے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے۔
9.	ابن حاجب نے استدلال کے لفظ کا اضافہ فرمایا اور مصنف نے جواب دیا استدلال کا مفہوم تعریف کے لفظ	19.	فَالِاسْتِثْنَاءُ يُوجِبُ قَصْرَ الْعَامِّ عَلَى بَعْضِ أَفْرَادِهِ، وَالشَّرْطُ يُوجِبُ قَصْرَ صَدْرِ الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ التَّقَادِيرِ، نَحْوَ أَنْتِ طَالِقٌ

	"ادلہ تفصیلیہ" کے مفہوم میں داخل ہے، لہذا استدلال کے لفظ کا اضافہ مکرر ہے۔		إنْ دَخَلْت الدّارَ، وَالصِّفَةُ تُوجِبُ الْقَصْرَ عَلَى مَا يُوجَدُ فِيهِ الصِّفَةُ، نَحْو: فِي الْإِبِلِ السَّائِمَةِ زَكَاةٌ۔ استثناء عام حکم کو کچھ مخصوص افراد تک محدود کر دیتا ہے۔ شرط کسی حکم کو کسی خاص حالت یا شرط پر منحصر کرتا ہے۔ صفت حکم کو صرف ان چیزوں تک محدود کرتی ہے جن میں وہ خاص صفت پائی جاتی ہو۔
10.	علم اُصول فقہ میں ادلہ کو حکم کے لیے ثابت کرنا، علم طب میں انسانی بدن اور ادویہ کے اَحوال سے بحث اور منطق میں تصور و تصدیق سے بحث کی جاتی ہے۔	20.	امام کرخی کے نزدیک مخصوص بالکلام حجت نہیں رہتا، چاہے وہ معلوم ہو یا نامعلوم۔ ان کے مطابق جب عام کے حکم میں تخصیص کی جاتی ہے، تو مخصوص چیز اس عام کے حکم کے تحت نہیں آتی، جیسے استثناء کا معاملہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اللہ تعالیٰ کا حکم "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ" مخصوص بالکلام سے مستثنیٰ کیا گیا، جب مشرکین میں سے کسی کو امان دی جائے۔

(Long Questions)طویل سوالات

سوال نمبر	جواب
1.	فَإِنّ إنْزَالَ الْمُتَشَابِهَاتِ عَلَى مَذْهَبِنَا وَهُوَ الْوَقْفُ اللّازِمُ عَلَى قَوْله تَعَالَى﴿ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلا اللهُ﴾]آل عمران: ٧[لِابْتِلَاءِ الرّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ بِكَبْحِ عَنَانِ ذِهْنِهِمْ عَنْ التّفَكُّرِ فِيهَا، وَالْوُصُولِ إلَى مَا يَشْتَاقُونَ إلَيْهِ مِنْ الْعِلْمِ بِالْأَسْرَارِ الّتِي أَوْدَعَهَا فِيهَا وَلَمْ يُظْهِرْ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ عَلَيْهَا مفہوم: اس عبارت میں بیان کیا گیا ہے کہ متشابہات کی آیات کا نزول اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ علم میں راسخ لوگوں کو آزمائے کہ وہ ان آیات کے اسرار کو سمجھنے کے لیے زیادہ تفکر نہ کریں اور اپنے ذہن کو ان کی تحقیق سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو اسرار چھپائے ہیں، ان پر مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا۔ متشابہات کے ساتھ محکمات کا نزول: محکمات کی آیات کا نزول لوگوں کی رہنمائی اور واضح احکام کو سمجھانے کے لیے ہوا تاکہ وہ ان احکام پر عمل کر سکیں۔ محکمات وہ آیات ہیں جن میں کوئی ابہام نہیں ہوتا اور ان سے عملی و اعتقادی مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح متشابہات اور محکمات دونوں حکمتوں پر مبنی ہیں: محکمات رہنمائی کے لیے اور متشابہات آزمائش کے لیے۔
2.	**نفع اور نقصان دینے والی چیزوں** سے متعدد مرادیں ہو سکتی ہیں، جنہیں مختلف سیاق و سباق میں سمجھا جاتا ہے۔ اس عبارت کی روشنی میں ان مرادوں کو درج ذیل نکات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے: **1. آخرت میں نفع اور نقصان:** • **نفع**: وہ چیزیں جن سے آخرت میں فائدہ ہو، جیسے اعمال صالحہ جن کا نتیجہ ثواب ہے۔ • **نقصان**: وہ چیزیں جن سے آخرت میں نقصان ہو، جیسے گناہ یا حرام افعال، جن کا نتیجہ عذاب یا سزا ہے۔ مثال کے طور پر، قرآن میں ارشاد ہوتا ہے *لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت* (البقرة:286)۔ یعنی، ہر شخص کے لیے وہ نفع ہے جو اس نے اچھے اعمال سے حاصل کیا اور نقصان ہے جو اس نے برے اعمال سے کیا۔ **2. ثواب اور عقاب:**

- اگر نفع سے مراد **ثواب** اور نقصان سے **عقاب** لیا جائے، تو نفع وہ اعمال ہیں جو ثواب کا سبب بنتے ہیں، جیسے:
  - **واجب** اور **مندوب** اعمال کا بجالانا، جو ثواب کا باعث ہیں۔
  - **حرام** اور **مکروہ تحریمی** اعمال کا ترک کرنا، جو عقاب سے بچنے کا باعث ہیں۔
- جبکہ نقصان وہ اعمال ہیں جن سے عقاب ہوتا ہے، جیسے:
  - **واجب** کا ترک اور **حرام** کا ارتکاب۔

.3جواز اور وجوب:

- **نفع** :اس سے مراد وہ اعمال ہو سکتے ہیں جو کرنا جائز ہیں، جیسے مباح افعال یا مستحب افعال۔
- **نقصان** :اس سے مراد وہ اعمال ہو سکتے ہیں جو کرنا واجب ہیں، جیسے واجب کا ادا کرنا اور حرام سے بچنا۔

.4نفع:ثواب، نقصان:عدم ثواب:

- اگر نفع سے مراد ثواب لیا جائے اور نقصان سے مراد ثواب کا نہ ہونا، تو یہ تقسیم یوں ہو گی:
  - **واجب** اور **مندوب** کا ادا کرنا ثواب کا باعث ہے۔
  - باقی اعمال (مباح، مکروہ تنزیہی وغیرہ) پر کوئی ثواب نہیں۔

.5شرعی احکام کے اعتبار سے:

- **نفع** :ان اعمال کا کرنا جو جائز ہوں، مثلاً حرام اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا، اور واجب و مستحب کو ادا کرنا۔
- **نقصان** :ان اعمال کا کرنا جو ممنوع ہیں، جیسے حرام کا ارتکاب یا واجب کا ترک کرنا۔

.6اعتقادیات اور اخلاقی امور:

- **اعتقادات** :جیسے ایمان لانا اور اللہ پر عقیدہ رکھنا، جو کہ واجب اور نفع مند ہیں۔
- **اخلاقی معاملات** :جیسے صبر، شکر، اور دیگر اخلاقی فضائل، جو نفع کا سبب ہیں۔
- **عملی امور** :جیسے نماز، روزہ اور دیگر عبادات جو نفع مند ہیں، جبکہ ان کا ترک نقصان دہ ہے۔

.3

اس عبارت میں صاحب توضیح نے "أحوال" سے مراد ادلہ کے ذاتی اوصاف (عوارض ذاتیہ) لی ہیں جو ان ادلہ کے ساتھ لگی ہوتی ہیں اور جو احکام کے اثبات یا ان سے متعلق مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتی ہیں۔ ادلہ کے حوالے سے یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی تحقیق کی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ دلائل کس حد تک حکم کو ثابت کرتے ہیں یا ان سے متعلقہ مسائل کو حل کرتے ہیں۔

صاحب توضیح نے ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی تین اقسام بیان کی ہیں:

پہلی قسم: وہ عوارض جو براہ راست بحث کا موضوع ہیں، یعنی ادلہ کے احوال جو حکم کو ثابت کرنے میں مؤثر ہیں۔ مثال کے طور پر، کسی دلیل کا حکم کو ثابت کرنا، جیسے خبر واحد کا حکم کے ظنّی یا قطعی ہونے کے بارے میں بحث۔

دوسری قسم: وہ عوارض جو براہ راست موضوعِ بحث نہیں ہیں، لیکن ان کا تعلق اس حکم کے لاحق ہونے سے ہے جو بحث کا موضوع ہے۔ مثلاً کسی دلیل کا عام ہونا یا خبر واحد ہونا، یہ خصوصیات براہ راست بحث کا موضوع نہیں ہوتیں، لیکن وہ دلیل کی نوعیت کو سمجھنے میں مدخل رکھتی ہیں۔

تیسری قسم: وہ عوارض جو نہ تو براہ راست بحث کا موضوع ہیں اور نہ ہی حکم کو لاحق ہونے میں مدخل رکھتے ہیں۔ جیسے کسی دلیل کا ثلاثی یا رباعی ہونا، یا اس کا قدیم یا حادث ہونا۔ یہ اوصاف علمی بحث کے دائرے میں نہیں آتے۔

4.	عبارت "ھو ما نقل إلینا..." سے کتاب یا قرآن کی تعریف کرنا دراصل ماہیتِ کتاب یا ماہیتِ قرآن کی تعریف نہیں کہلاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیان قرآن یا کتاب کی جوہر یا حقیقت (ماہیت) کو بیان نہیں کرتا، بلکہ یہ ان کی تشخیص ہے، یعنی یہ وضاحت کرتا ہے کہ "کون سی کتاب" یا "کون سا قرآن" مراد ہے۔ تشخیص اور ماہیت میں فرق: تشخیص کا مطلب کسی چیز کی خاصیت یا شناخت کو واضح کرنا ہے، جیسا کہ یہ پوچھا جائے "کون سی کتاب مراد ہے؟" اور اس کا جواب دیا جائے کہ "یہ وہ ہے جو ہمیں نقل کی گئی ہے"۔ یہ صرف یہ بتاتا ہے کہ یہ کس کتاب یا قرآن کا ذکر ہو رہا ہے، لیکن اس کی اصل حقیقت کو واضح نہیں کرتا۔ ماہیت کی تعریف وہ ہوتی ہے جس میں اس شے کی حقیقت یا جوہر بیان کیا جاتا ہے، یعنی وہ کیا چیز ہے اور اس کی بنیادی صفات کیا ہیں۔ ماہیت کتاب یا ماہیت قرآن: قرآن کی ماہیت بیان کرتے وقت یہ کہنا کہ "ھو ما نقل إلینا..." اس کی حقیقت کو بیان نہیں کرتا، بلکہ یہ صرف قرآن کے ایک پہلو، یعنی مقروء (پڑھا جانے والا قرآن) کو واضح کرتا ہے۔ قرآن ایک لفظ ہے جو کلام ازلی (اللہ کی صفات میں شامل کلام) اور مقروء (جو ہم پڑھتے ہیں) دونوں پر اطلاق پاتا ہے۔ یہاں "ھو ما نقل إلینا" مقروء کی طرف اشارہ کرتا ہے، جو کہ قرآن کا ایک پہلو ہے، نہ کہ اس کی مکمل حقیقت۔ دور لازم آنا: اگر ماہیتِ قرآن کو "مصحف میں لکھی ہوئی چیز" سے تعبیر کیا جائے، تو اس کے لیے پہلے مصحف کی ماہیت معلوم کرنا ضروری ہو جائے گا، اور پھر مصحف کی ماہیت قرآن کی ماہیت پر موقوف ہو گی۔ اس طرح ایک دائرہ پیدا ہو جائے گا، یعنی ایک چیز کی تعریف دوسری پر اور دوسری کی تعریف پہلی پر منحصر ہو گی۔
5.	لفظ کو تقاسیم اربعہ میں چار اعتبارات کے تحت منقسم کیا گیا ہے: 1. وضع (تقسیم اول): لفظ کو کس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ 2. استعمال (تقسیم ثانی): لفظ کس معنی میں استعمال ہوتا ہے، یعنی آیا وہ اپنے حقیقی معنی میں ہے یا مجازی معنی میں۔ 3. ظہور معنی (تقسیم ثالث): لفظ کے معنی ظاہر یا مخفی ہونے کے لحاظ سے۔ 4. کیفیت دلالت (تقسیم رابع): لفظ کی دلالت کی کیفیت، یعنی وہ کس طریقے سے حکم پر دلالت کرتا ہے۔ تقسیم اول کے تحت آنے والی اقسام: 1. عام: وہ لفظ جو ایک ہی بار بہت سے افراد پر دلالت کرتا ہے، جیسے "انسان" جو تمام انسانوں پر دلالت کرتا ہے۔ 2. خاص: وہ لفظ جو کسی ایک فرد یا نوع پر دلالت کرتا ہے، جیسے "زید" (ایک خاص فرد) یا "گھوڑا" (ایک خاص نوع)۔ 3. مشترک: وہ لفظ جو متعدد مختلف معانی کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے "عین" جو کبھی آنکھ کے لیے استعمال ہوتا ہے، کبھی سونے کے لیے، اور کبھی چشمے کے لیے۔